ہاں یہ چاہتا ہوں کہ میرے قرابت داروں سے مودت رکھو۔ یہ سن کر وہ لوگ چلے گئے جب باہر نکلے تو منافقوں نے کہا کہ جناب رسولِ خدا نے جو ہماری پیشکش قبول نہیں کی اُس کا سبب بس یہ ہے کہ وہ اپنے بعد اپنے رشتہ داروں کو ہمارا افسر بنا دیں۔ یہ بات تو اُنہوں نے بس یہیں بیٹھے بیٹھے گھڑ لی ہے۔ یہ قول اُن کا بہت ہی بڑی بے ادبی تھا۔ اسی سبب سے یہ آیت خداوندِ عالم نے نازل فرمائی اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ ؕ قُلۡ اِنِ افۡتَرَیۡتُهٗ فَلَا تَمۡلِكُوۡنَ لِیۡ مِنَ اللّٰهِ شَیۡـًٔا ؕ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَا تُفِیۡضُوۡنَ فِیۡهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِیۡدًۢا بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَكُمۡ ؕ وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ۝ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۸۰۲ سطر ۳) پس جناب رسولِ خدا نے اُن کو بلا بھیجا۔ جب وہ آئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے کچھ باتیں بنائی ہیں؟ سب نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! ہم میں سے بعض نے کچھ ایسی باتیں کہی ہیں جو ہم کو بہت ناگوار معلوم ہوئیں۔ جناب رسولِ خدا نے وہ آیت تلاوت فرمائی جس کو سُنکر وہ لوگ رونے لگے پس خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی هُوَ الَّذِیۡ یَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ الخ۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۳ متعلق صفحہ ۴۸۴

پورا واقعہ اور مناظرہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۴۲۶ میں گزر گیا وہاں ملاحظہ فرمایا جائے۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۳ متعلق صفحہ ۴۸۶

احتجاج طبرسی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے۔ اب رہا خدائے تعالےٰ کا یہ قول وَسۡـَٔلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رُّسُلِنَا۔ یہ ہمارے نبیؐ کی اُن دلیلوں میں سے ہے جو خدائے تعالےٰ نے آنحضرتؐ کو عطا فرمائی تھیں جن کے ذریعے سے اُن کو تمام مخلوق پر حجت قرار دیا تھا۔ وجہ اُس کی یہ کہ جب خدائے تعالےٰ نے آنحضرتؐ پر نبوت کو ختم کر دیا اور آنحضرتؐ کو ساری اُمتوں اور کل ملتوں کے لئے رسول قرار دیا تو آپ کو یہ خصوصیت بھی عطا فرمائی کہ معراج کے وقت آپ کو آسمان پر بلایا اور آپ کی خاطر سے اس موقع پر کل انبیاء کو جمع فرمایا کہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کن کن احکام کیساتھ بھیجے گئے تھے۔ اور خدا تعالیٰ کے کن کن معجزات کے کن کن دلائل اور کن کن عظمتوں کے وہ حامل رہے تھے پس اُن سب نے آنحضرتؐ کی فضیلت کا بھی اقرار کیا اور اُن اوصیاء حجت ہائے خدا کی فضیلت کا بھی اقرار کیا جو اُنکے بعد ہونیوالے تھے اور مومنین و مومنات میں سے جو آنحضرتؐ کے وصی کے شیعہ ہونیوالے تھے انکی فضیلت کا بھی اقرار کیا اس لئے کہ وہ فضیلت والے کی فضیلت تسلیم کرینگے جو حکم اُن کو دیا جائیگا اُس کی تعمیل میں غرور و تکبر کو راہ نہ دینگے۔ اور وہ پیغمبر یہ خوب جانتے تھے کہ اُن کی اُمتوں میں سے کس کس نے اُنکی اطاعت کی اور کس کس نے اُنکی نافرمانی کی۔ وہ اُن کو بھی جانتے تھے جو سیدھی ڈگر پر چلے گئے اور اُن

کو بھی انہوں نے تغیر کیا یا احکام خدا کو آگے پیچھے کر دیا۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۳ متعلق صفحہ ۸۰۷

کافی میں ابو بصیر سے مروی ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف رکھتے تھے کہ یکایک حضرت امیر المومنین علیہ السلام وارد ہوئے۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ اے علیؑ! تم کو عیسےٰ بن مریمؑ سے ایک قسم کی مشابہت ہے۔ اور اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ میری اُمت میں سے بعض گروہ تمہارے بارے میں ویسا ہی کچھ کہنے لگیں گے جیسا کہ نصارےٰ عیسےٰ بن مریمؑ کے بارے میں کہتے ہیں تو آج میں تمہاری شان میں ایک ایسی بات کہتا کہ اس کے بعد جس گروہ کی طرف سے تمہارا گزر ہوتا وہ لوگ تمہاری خاکِ قدم کو متبرک سمجھ کے اُٹھا لیا کرتے۔ آنحضرتؐ کا یہ کلام دو جنگلی بدوؤں اور مغیرہ ابن شعبہ اور ایک جماعتِ قریش کو ناگوار معلوم ہوا۔ اور آپس میں کہنے لگے کہ ان کا دل کسی بات سے سیر ہی نہیں ہوتا۔ اب تو اُنہوں نے اپنے ابنِ عم کو عیسےٰ بن مریم سے تشبیہ دیدی۔ پس خدا تعالےٰ نے اپنے رسول کے پاس یہ آیت بھیجی۔ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۝ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ۝ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۸۰۰ سطر ۷) آخری آیت میں جو خدا ئے تعالےٰ نے فرمایا ہے لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ یہ خطاب بنی ہاشم سے ہے۔ ابو بصیر راوی حدیث کا بیان ہے کہ حرث ابن عمرو فہری کو یہ سُن کر غصہ آیا اور اُس نے یہ کہا کہ یا اللہ! اگر یہ بات تیری ہی طرف سے ہے اور برحق ہے کہ بنی ہاشم اس طرح ایک دوسرے کے وارث ہوتے رہیں جیسا کہ قسطنطنیہ کے بادشاہ ایک ہرقل کے بعد دوسرا ہرقل وارث ہوتا رہتا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم کو کوئی دردناک عذاب دے۔ خدائے تعالےٰ نے حرث کا یہ مقولہ بھی نازل فرمایا اور اس کے ساتھ ہی یہ آیت بھی نازل فرمائی۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۰۰ سطر ۴) اُس وقت آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمرو! یا تو توبہ کرلے اور یا یہاں سے چلدے۔ چنانچہ اُس نے اپنی سواری منگائی۔ سوار ہوا اور جیسے ہی شہر مدینہ کے باہر نکلا ایک پتھر آسمان سے اُس پر گرا جس نے اُس کی کھوپڑی کے پرخچے اُڑا دئے۔ اُس وقت آنحضرتؐ نے اُن منافقین سے جو آنحضرت کے پاس تھے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اپنے یار کی حالت دیکھ آؤ۔ اُس نے خدا سے جس عذاب کی دعا کی تھی وہ اُس پر آپڑا۔ وَاسْتَفْتَحُوا

خَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۴۰۹ سطر ۸)

المناقب میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس دروازے سے تمہارے پاس ایک ایسا شخص آئے گا جو ساری مخلوقات میں حضرت عیسٰے علیہ السلام سے بہت ہی مشابہ ہے (چنانچہ تھوڑی ہی دیر کے بعد) جناب علی مرتضٰے تشریف لائے۔ تو منافق آنحضرتؐ کے اس قول پر ہنسے اِسی پر یہ آیتیں وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ سے لیکر فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ ہ تک نازل ہوئیں۔

تفسیر مجمع البیان میں خود جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے وہ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آنحضرتؐ کو ایک گروہ قریش میں بیٹھا پایا۔ جونہی آنحضرتؐ کی نظر مجھ پر پڑی۔ ویسے ہی ارشاد فرمانے لگے کہ اے علیؑ تمہاری مثل اس اُمت میں عیسٰےؑ بن مریم کی سی ہے کہ ایک گروہ نے اُن سے محبت کی وہ اُس محبت میں حد سے بڑھ گئے۔ اسی سے گمراہ ہوئے۔ اور ایک گروہ نے اُن سے عداوت کی۔ وہ اُس عداوت میں حد سے بڑھ گئے۔ اسی سے گمراہ ہوگئے۔ اور ایک گروہ نے اُن کے بارے میں میانہ روی اختیار کی۔ اُنہوں نے نجات پائی۔ آنحضرتؐ کا یہ مقولہ اُن قریشیوں پر بہت ہی گراں گزرا۔ اپنی جگہ جا کر بہت ہی ہنسے اور کہنے لگے کہ (انہیں ہو کیا گیا ہے؟) اب تو علیؑ بن ابی طالب کو یہ رسولوں اور نبیوں سے تشبیہ دینے لگے۔ اِسی پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے غدیر کے دن کے پڑھنے کی جو دعا مروی ہے اُس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ فَقَدْ اَجَبْنَا دَاعِیَكَ النَّذِیْرَ الْمُنْذِرَ مُحَمَّدًا عَبْدَكَ وَرَسُوْلَكَ اِلٰی عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ الَّذِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ وَجَعَلْتَهٗ مَثَلًا لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَوْلٰهُمْ وَوَلِیُّهُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ یَوْمِ الدِّیْنِ فَاِنَّكَ قُلْتَ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَیْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ۔

ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجمع اصحاب میں رونق افروز تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے پاس وہ شخص آئے گا جو میرے وقت میں عیسٰےؑ ابن مریم کی نظیر ہے۔ اتنے میں ابوبکر آیا۔ اصحاب نے عرض کی آیا یہ وہی شخص ہے؟ آنحضرتؐ نے جواب دیا نہیں! پھر عمر بن الخطاب حاضر ہوا۔ لوگوں نے پوچھا یہ تو وہی ہے؟ آنحضرت نے جواب دیا نہیں! پھر علی ابن ابیطالب وہاں آئے۔ اصحاب نے کہا یا رسول اللہ! یہ وہی ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں (یہی نظیر عیسٰے

ابن مریم ہیں اصحاب نے عرض کی آپ کے اس قول سے تو لات و عزّیٰ کی پرستش ہم پر زیادہ آسان ہے۔ پس خدائے تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا الخ

ابو صالح نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں ایک دن چند آدمی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے اے محمدؐ! عیسےٰ ابن مریم مردوں کو زندہ کرتے تھے آپ بھی ہمارے کسی مُردہ کو زندہ کر دیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم لوگ کس کا زندہ ہونا چاہتے ہو؟ کہنے لگے ہماری قوم کا فلاں شخص چند روز ہوئے کہ مرگیا ہے اُس کو جلا دیجئے! یہ سن کر جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو طلب فرمایا اور کان میں کوئی ایسی بات کہہ دی جسے ہم بالکل نہ سمجھے۔ پھر حکم دیا کہ اے علیؑ! ان لوگوں کے ہمراہ جاؤ اور اُس کا نام مع ولدیت لے کے پُکارنا۔ پس جنابِ علی ابن ابیطالب علیہ السلام اُس کی قبر پر تشریف لے گئے اور آواز دی فلاں ابن فلاں! یہ آواز سُنتے ہی وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ لوگوں نے اُس سے جو کچھ پوچھنا تھا دریافت کیا۔ وہ پھر اپنی قبر میں لیٹ گیا۔ وہ لوگ وہاں سے واپس ہوئے اور آپس میں کہتے تھے یہ تو اولادِ عبدالمطلب میں عجیب شخص ہے۔ پس خدا نے یہ آیت بھیجی۔ وَلَمَّا ضُرِبَ الخ

عبدالرحمٰن ابنِ ابو لیلےٰ سے مروی ہے۔ کہ جنابِ امیرالمؤمنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں اس اُمت میں عیسےٰ ابنِ مریم کی مثال ہوں کہ اُن کی محبت میں ایک قوم نے غلو کیا یعنی حد سے بڑھ گئے۔ اور ایک گروہ نے اُن سے سخت عداوت رکھی وہ بھی گمراہ ہوگیا۔ اور کچھ لوگوں نے میانہ روی اختیار کی اُنہوں نے نجات پائی۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۳ متعلق صفحہ ۷۹۱

قولِ مترجم۔ اس بارے میں کہ تین برس وحی نہیں آئی اہلِ سنّت اور اہلِ تشیع کی مختلف کتابوں میں جو احادیث اور تاریخ و سیر سے متعلق ہیں جو جو کچھ لکھا گیا ہے اُس کا ماحصل یہ مُستنبط ہوتا ہے کہ ابتدائً فقط مسئلۂ توحید اُن لوگوں کے ذہن نشین کرنا مقصود تھا جن کے دلوں میں ایک کی جگہ تین سو ساٹھ گھُسے ہوئے تھے۔ جب یہ رنگ دُور ہوگیا اور توحید کے رنگ نے اپنا رنگ پکڑ لیا تب کلامِ خدا کا سلسلہ جاری ہوا۔ اور اُس نے بیس برس میں رفتہ رفتہ اور جستہ جستہ تمام دنیا اور آخرت کی خوبیوں کے قواعد و قوانین مخلوق خدا کے لئے بہم پہنچا دے۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۴ متعلق صفحہ ۷۹۱

کافی میں یعقوب ابنِ جعفر ابنِ ابراہیم سے منقول ہے کہ ہم موضع عُریض میں جنابِ امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک مرد نصرانی اُن حضرت کی خدمت

میں حاضر ہوا اور آتے ہی عرض کرنے لگا کہ میں آپ کی خدمت میں دور دراز کے مُلک سے سفر کی مشقتیں سہتا ہوا حاضر ہوا ہوں۔ بتیس برس ہوتے ہیں کہ میں خدائے تعالٰے سے برابر یہ دعا مانگتا رہا کہ جو بہتر سے بہتر دین ہو اُس کی مجھے ہدایت فرما دے اور بندوں میں جو سب سے بہتر ہو اور سب سے زیادہ علم والا ہو اُس تک مجھے پہنچا دے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خواب میں کسی نے مجھ سے یہ کہا کہ دمشق کے بالائی حِصّہ میں ایک شخص ایسا ایسا رہتا ہے (تو اُس کے پاس جا) چنانچہ میں گیا۔ اُس کے پاس پہنچا۔ اُس سے باتیں کرنے کی نوبت آئی تو اُس نے یہ کہا کہ میں اپنے دین والوں میں تو سب سے زیادہ عالم ہوں مگر مجھ سے زیادہ علم والے اور دینوں میں موجود ہیں۔ تو میں نے یہ کہا کہ جو شخص آپ سے علم میں زیادہ ہے اُس کا پتہ مجھے بتا دیجئے۔ اس لئے کہ نہ تو میں اس سفر کی کوئی حقیقت سمجھتا ہوں اور نہ اس مشقّت کو مشقّت گردانتا ہوں میں نے انجیل پوری پڑھی ہے۔ داؤد علیہ السلام کی مناجاتیں سب ختم کی ہیں۔ توریت کے بھی چار جزو پڑھے ہیں۔ اور ظاہر قرآن کو بھی بالاستیعاب (پورا پورا) پڑھ چکا ہوں تو اُس وقت مجھ سے اُس عالم نے یہ کہا کہ اگر تو دینِ مسیحی کے علم کا طلبگار ہے تو تمام عرب و عجم میں مجھ سے زیادہ اُس کا عالم کوئی نہیں۔ اور اگر تجھے علم یہودیت درکار ہو تو اس زمانہ میں باطئی بن شُرجیل السامری تمام آدمیوں سے اُس کے علم میں بڑھا ہوا ہے اور اگر تیرا مطلب یہ ہو کہ علم اسلام بھی رکھتا ہو اور علم توریت بھی اور علم انجیل بھی اور علم زبور بھی اور علم کتاب ہُود بھی رکھتا ہو (اور جو کچھ بھی اللہ نے انبیاء میں سے کسی نبیؐ پر تیرے زمانہ میں نازل کیا ہو یا تیرے غیر کے زمانہ میں (اُس کا بھی علم رکھتا ہو) اور جو خبر بھی خدائے تعالٰے نے آسمان سے نازل فرمائی ہو اُس کا بھی علم رکھتا ہو) تو یہ تو خدا نے ایک ہی کو سکھایا ہے اور کسی کو اس کا علم نہیں دیا۔ اُس کے پاس ہر چیز کا کھلا بیان اور تمام عالموں کے لئے شفا اور جو راحت حاصل کرنا چاہے اُس کے لئے راحت اور جس کی بہتری خدا کو منظور ہو اُس کے لئے بصیرت اور حق سے مانوس ہو جانے کا ذریعہ موجود ہے اور میں تجھے اُس کا پتہ دے سکتا ہوں۔ اُس کے پاس تجھے اپنے پاؤں سے چل کے جانا چاہیئے اور اگر تجھ سے یہ نہ ہو سکے تو گھٹنیوں چل کے جائیو اور اگر یہ بھی تجھ سے ممکن نہ ہو تو کُولھوں کے بَل کھسکیو اور اگر یہ بھی تیری قدرت سے خارج ہو تو مُنہ کے بَل چل کے جائیو۔ اِس پر میں نے جواب دیا کہ اس کی ضرورت نہیں۔ میں انشاء اللہ چلنے پر قادر ہوں۔ اپنے جسم کو تعب میں ڈال کر اور اپنا مال خرچ کر کے جاؤں گا۔ تو اُس نے کہا کہ بس ابھی چل دے اور یثرب پہنچ جا۔ میں نے کہا کہ میں تو یثرب کو نہیں جانتا۔ اُس نے کہا کہ جا تو سہی اُس نبیؐ کے شہر میں چلا جا جس پر اور جس کی اولاد پر خود خدا نے درود بھیجا۔ جو عرب میں مبعوث ہوا۔ وہی نبیؐ عربی و ہاشمی ہے۔ جب تو اُن کے شہر میں پہنچ جائے تو بنی غنم

بن مالک بن نجار کا پتہ پوچھ لیجیو۔ اُس کا گھر اُس شہر کی مسجد کے دروازے کے قریب ہی ہے۔
اب تو وہاں اپنی صورت نصرانیوں کے مخالفوں کی سی بنا لیجیو اور جو خاص نصرانیت کی آرائش
کی چیزیں ہیں اُنہیں چھپا لیجیو۔ اس لئے کہ اِس زمانہ کا والیٔ شہر نصرانیوں کے ساتھ سختی سے
پیش آتا ہے اور خلیفہ اُس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ پھر بنی عَمرو ابنِ مبذول کا گھر پوچھیو۔
وہ بقیعۂ زبیر میں واقع ہے۔ پھر وہاں سے موسےٰ ابنِ جعفر علیہما السّلام کا حال پوچھیو اور یہ بھی کہ
اُن کا مکان کہاں ہے؟ اور یہ بھی کہ آیا وہ اِس وقت سفر میں گئے ہوئے ہیں یا وطن ہی میں موجود
ہیں تو اگر وہ سفر میں گئے ہوئے ہوں تو تُو اُن سے وہیں جا ملیو اِس لئے کہ جتنا سفر تو کرکے
جائیگا اُس سے اُن کا سفر کہیں کم ہوگا۔ پھر جب حاضرِ خدمت ہو جائے تو اُن سے یہ عرض کر دیجیو
کہ دمشق کے کھاور یعنی بالائی کھاور کا رہنے والا مطران وہ شخص ہے جس نے مجھے حضور کا پتہ
بتلایا ہے اور وہ حضور کی خدمت میں بہت بہت سلام عرض کرتا ہے۔ اور یہ بھی اُس نے عرض
کیا ہے کہ میں اپنے پروردگار سے مُناجات کرنے میں زیادہ یہی عرض کرتا رہتا ہوں کہ آپ کے
دستِ مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوں۔ اِتنا قصہ اُس نصرانی نے کھڑے کھڑے اپنے عصا پر
ہاتھ ٹکائے ٹکائے عرض کیا۔ اِس کے بعد اُس نے یہ عرض کیا کہ اے میرے آقا! اگر آپ مجھے
اجازت دیں تو میں آپ کے سامنے جُھکوں اور بیٹھ جاؤں؟ فرمایا کہ میں اِس کی تو تجھے اجازت دیتا
ہوں کہ بیٹھ جا مگر اِس کی اجازت نہیں دیتا کہ میرے سامنے خم ہو۔ چنانچہ وہ بیٹھ گیا۔ پھر اُس
نے اپنی رومی ٹوپی اُتار ڈالی۔ پھر اُس نے عرض کی کہ میں حضور پر قربان ہو جاؤں اب مجھے بات
کرنے کی اجازت ہے؟ فرمایا ہاں بات کرنے کو تو تو آیا ہی ہے! اس پر نصرانی نے عرض
کی تو میں اپنے اُس رہنما دوست کو سلام پہنچاؤں یا آپ اُس کے سلام کا جواب نہ دیں گے؟
اِس پر جنابِ امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ اگر اللہ نے اُسے ہدایت کر دی تو تو تیرے صاحب پر
سلام ہے۔ رہا ہماری طرف سے سلام پہنچانا یہ تو اُسی وقت ہوگا جب وہ ہمارے دین میں آجائیگا
پھر نصرانی نے پوچھا خدا حضور کو صحیح و سالم رکھے اب میں کچھ پوچھوں؟ حضرتؑ نے فرمایا دریافت
کر۔ اُس نے عرض کی کہ مجھے اُس کتاب کی بعض باتیں بتلائیے جو محمدؐ پر نازل کی گئی۔ اور اُنہی کی زبان
سے ادا ہوئی۔ پھر اُس کی صفتیں جو کچھ بھی بیان کی گئیں کی گئیں۔ ازآنجملہ یہ الفاظ بھی ہیں۔ حٰمٓ ؏
وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ۙ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ
كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ۙ تو بتلائیے کہ اِن کی باطنی تفسیر کیا ہے؟ فرمایا جو سب سے اوّل ہے حٰمٓ
اِس سے تو مراد ہیں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہ بموجب اُس کتاب کے ہے جو ہودؑ پر
نازل کی گئی تھی۔ اور یہ نام آنحضرتؐ کا منقوص الحروف ہے۔ (یعنی میمؔ اس کے اوّل سے کم ہے۔

اور دآل آخر سے) اب رہا اَلْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۔ یہ جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام ہیں اور یہ الفاظ جو ہیں لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ ۔ اِس سے مُراد ہیں فاطمہ زہرا علیہا السلام ۔ اب رہا قول خدائے تعالےٰ فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ ۔ تو اس میں خدائے تعالےٰ یہ فرماتا ہے کہ بطنِ جناب سیّدہ سے خیرِ کثیر کا ظہور ہوگا ۔ کہ ایک مردِ دانا اور ایک اَور مردِ دانا اور ایک اَور مردِ حکیم پیدا ہوں گے ۔ اس پر وہ نصرانی بولا کہ اِن مردوں میں سے اوّل و آخر کی صفات تو حضرت مجھے سُنا دیں ۔ فرمایا صفات سُننے سے آدمی اشتباہ میں پڑ جاتا ہے تاہم اُن میں سے تیسرا بزرگ جو ہوگا اُس کی نسل سے جو جو پیدا ہونے والے ہیں اُن کی بعض صفتیں میں تیرے سامنے بیان کروں اور وہ صفات تمہارے پاس بھی اُن کتابوں میں موجود ہیں جو تم پر نازل کی گئی ہیں بشرطیکہ تم اُن کو نہ بدلو اور تحریف نہ کرو اور انکار نہ کر جاؤ جیسا کہ تم قدیم سے کرتے آتے ہو ۔ اس پر نصرانی نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ جو کچھ بھی میں جانتا ہوں وہ میں آپ سے ہرگز نہ چھپاؤں گا ۔ نہ میں آپ سے جھوٹ بولونگا اس لئے کہ میں جو کچھ بھی عرض کروں گا اُس کے سچ اور کھوٹ ہونے کا آپ کو ضرور علم ہے ۔ خدا کی قسم آپ کو تو خدائے تعالےٰ نے اپنے فضل سے وہ کچھ عطا کیا ہے اور اپنی نعمتوں کا ایسا حِصّہ دیا ہے جو نہ سوچنے والوں کے خواب و خیال میں آسکتا ہے اور نہ چھپانے والے اُسے چھپا سکتے ہیں اور جو جھوٹ بھی بولیں وہ اُس کو جھٹلا بھی نہیں سکتے ۔ پس اِس بارے میں جو کچھ بھی عرض کروں گا وہ حق ہی حق ہوگا ۔ آپ نے اِس وقت تک جو کچھ فرمایا ہے ہماری کتابوں میں بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے ۔ اس پر جناب ابو ابراہیم (امام موسےٰ کاظم علیہ السلام) نے اُس سے فرمایا تو اب تجھے ایک ایسی خبر بھی بتلا دوں جسے کتابوں کے پڑھنے والے بھی بہت ہی کم جانتے ہیں ۔ ذرا مجھے یہ تو بتلا کہ جنابِ مریم علیہا السلام کی والدہ کا کیا نام تھا ۔ اور حضرت مریم علیہا السلام کے رحمِ مبارک میں رُوح کس دن پھونکی گئی اور اُس وقت کے گھنٹے دن چڑھا تھا اور وہ کونسا دِن تھا جس دن بطنِ مریمؑ سے عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اُس دن کے گھنٹے دن چڑھا تھا ۔ نصرانی بولا یہ تو میں کچھ بھی نہیں جانتا ۔ جنابِ ابو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مریمؑ کی ماں کا نام تو مَرثا تھا ۔ جس کے عربی معنے ہوتے وَہِیْبَۃ (وہ عورت جس کو منجانب اللہ عطیّہ دیا گیا ہو) اب رہا وہ دن جس دن حضرت مریمؑ حاملہ ہوئیں وہ جمعہ کا دن اور زوالِ آفتاب کا وقت تھا اور وہ وہی دن ہے کہ روح الامین اُس میں آسمان سے اُترے اور مسلمانوں کی کوئی عید اُس دن سے بڑھ کر نہیں ہے ۔ اُس کی خدائے تبارک و تعالےٰ نے بھی عظمت فرمائی ہے ۔ اور اُس کے رسول جناب محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے بھی چنانچہ آنحضرت نے حکم دیا ہے کہ مسلمان اُس کو عید مانیں تو وہ تو روزِ جمعہ ہے ۔ اب رہا وہ دن جس میں

مریم علیہا السّلام کے ہاں ولادت ہوئی تو وہ منگل کا دن تھا اور ساڑھے چار گھنٹے دن چڑھا تھا۔ اچھا تو اُس دریا سے بھی واقف ہے جس کے کنارے حضرت عیسٰے علیہ السّلام (بطنِ مقدس) حضرت مریمؑ سے پیدا ہوئے؟ اُس نے عرض کی جی نہیں۔ فرمایا وہ دریائے فرات ہے جسکے کنارے کھجوروں کے درخت اور انگور کی بیلیں بکثرت ہوتی ہیں۔ اور فرات کے کنارے انگور کی بیلوں اور کھجوروں کے درخت کی برابر اور کوئی چیز ہوتی ہی نہیں۔ اب رہا وہ دن جس دن حضرت مریمؑ کی زبان بند ہو گئی تھی اور اُن کے متبرک بچہ نے اپنے ماننے والوں کو پکارا تھا اور اُنہوں نے اُسکی اعانت کی تھی۔ اور آلِ عمران کو لائے تھے کہ وہ مریم علیہا السّلام کو غور سے دیکھ لیں تو یہ سب واقعہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں تمہارے لئے بھی بیان کیا ہے اور اپنی کتاب میں ہمارے لئے بھی بیان کیا ہے تو آیا تم اُس کو سمجھ بھی گئے ہو؟ اُس نے کہا۔ جی ہاں؛ آج ہی میں نے اُسے تازہ بتازہ پڑھا ہے۔ فرمایا تو تُو اپنے اِس مقام سے بغیر ہدایت پائے نہیں اُٹھیگا۔ نصرانی نے عرض کیا کہ میری ماں کا نام سُریانی میں کیا تھا؟ اور عربی میں کیا ہے؟ فرمایا تیری ماں کا نام سُریانی میں عُنقالِیَہ تھا اور عُنقورہ باپ کی طرف سے تیری دادی ہوتی تھی۔ اب رہا عربی میں تیری ماں کا نام تو وہ تھا اُمَیّہ۔ اور رہا تیرے باپ کا نام تو وہ عبدالمسیح تھا اور وہ عربی میں ہوا عبداللہ۔ اِس لئے کہ مسیح کا تو کوئی بندہ ہے ہی نہیں۔ اُس نے عرض کی کہ حضور نے سچ فرمایا اور پتہ کی باتیں کھول دیں۔ اب اِتنا اور بتا دیجئے کہ میرے دادا کا کیا نام تھا؟ فرمایا تیرے دادا کا نام جبرئیل تھا اور پھر وہ عبدالرحمٰن ہو گیا تھا۔ میں نے اپنے اِسی مکان میں اُس کا یہ نام رکھا تھا۔ اُس نصرانی نے عرض کی تو کیا وہ مسلمان ہو گیا تھا؟ جنابِ ابوابراہیمؑ نے فرمایا کہ ہاں! اور وہ شہید مرا۔ قومِ اخباد کے کچھ لوگ منزلِ غیلہ میں اُس پر آ پڑے اور اُس کو قتل کر دیا۔ یہ اخباد اہلِ شام سے تھے۔ اُس نے عرض کی تو میرا نام کُنیت سے پہلے کیا تھا؟ فرمایا تیرا نام عبدالصّلیب تھا! عرض کی تو حضور میرا نام اب کیا رکھیں گے؟ فرمایا تیرا نام عبداللہ رکھتا ہوں۔ اُس نے عرض کی تو میں اِسی وقت خدائے بزرگ و برتر پر ایمان لایا اور میں نے اِس کی گواہی دی کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ یکتا ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ تنہا ہے بے نیاز ہے۔ نہ وہ ایسا ہے جیسا کہ نصاریٰ اُس کو بیان کرتے ہیں اور نہ ایسا ہے جیسا کہ یہود اُس کی نسبت کہتے ہیں۔ اور مشرک جو قسمیں اُس کی ٹھہراتے ہیں وہ اُن میں سے ایک قسم بھی نہیں۔ اور میں اِس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کے بندے ہیں اور اُس کے رسولؐ ہیں۔ اُس نے اُن کو حق کے ساتھ بھیجا اور اُنہوں نے جو اُس کے اہل تھے اُن سب پر اُس حق کا اظہار کر دیا اور جو آنحضرتؐ کو باطل سمجھنے والے تھے اُن کی بینائی کی پھوٹی ہی رہیں اور میں اِس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کُل آدمیوں کی طرف خدا کا پیغام لے کر آئے تھے۔ سُرخ رنگ کے ہوں تو اور سیاہ رنگ کے ہوں تو۔ ہر گروہ دعوت نبوّت میں مشترک تھا۔ اب جس نے آنکھیں کھولنی

چاہیں اُس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور جس نے ہدایت پانا منظور کیا اُسے ہدایت ہو گئی۔ حق کو باطل کرنے والے اندھے ہی رہے اور جن کو وہ پکارا کرتے تھے وہ اُن کے کام ہی نہ آئے اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرتؐ کا ولی و وارث جو بات کہتا ہے حکمت سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور آنحضرتؐ سے پہلے جو نبی گزرے ہیں وہ بھی بڑی پہنچی ہوئی حکمت کی باتیں کیا کرتے تھے۔ اور خدا کی بندگی پر جھکے ہوئے تھے۔ اور باطل اور اہلِ باطل کو اور رجس اور اہلِ رجس کو الگ کر دیا کرتے تھے اور ضلالت کے راستہ کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور اللہ بھی اپنی اطاعت کرنے کے سبب اُن کی نصرت کیا کرتا تھا اور معصیت سے بچانے کے لئے اُن کو اُس نے معصوم بنایا تھا۔ پس وہ اللہ کے دوست تھے اور اللہ کے دین کے مددگار (یہی حالت آنحضرتؐ کے اور اولیاء و اوصیاء کی بھی ہے) نیکی کرنے کے لوگوں کو اُبھارتے رہتے تھے اور اس کا حکم دیتے رہتے تھے (ویسے ہی یہ بھی اُبھارتے رہتے ہیں اور اُس کا حکم دیتے رہتے ہیں) میں تمام انبیاء (و اوصیاء) پر ایمان لایا چھوٹوں پر بھی اور بڑوں پر بھی۔ جن کا میں نے نام لیا ہو اُن پر بھی اور جن کا نام نہ لیا ہو اُن پر بھی۔ اور میں خدائے تبارک و تعالےٰ پر بھی ایمان لایا۔ اِس کے بعد اُس نے اپنا زُنّار توڑ دیا اور سونے کی صلیب جو اُس کے گلے میں پڑی ہوئی تھی اُس کے بھی ٹکڑے کر دیئے۔ پھر عرض کرنے لگا کہ مجھے حکم دیجئے کہ اسے بطور خیرات کے جس مد میں بھی حضور فرمائیں دے ڈالوں؟ فرمایا یہیں تیرا ایک بھائی موجود ہے جو پہلے مثل تیرے اسی دین پر تھا اور وہ تیری ہی قوم سے قیس بن ثعلبہ کے قبیلہ سے ہے اور پہلے ایسا ہی دولتمند بھی تھا جیسا کہ تو ہے۔ سو اب تم ایک دوسرے کی ہمدردی کرو اور ایک دوسرے کے ساتھ ہی ساتھ رہو اور میں یہ نہیں چاہتا کہ اسلام میں جو تم دونوں کا حق ایک دوسرے پر قائم ہو گیا ہے وہ تمہیں نہ بتا دوں۔ اُس نے عرض کی خدا حضور کو صحیح و سالم رکھے واللہ میں تو بڑا مالدار ہوں۔ میں تین ۳۰۰ سَو جوڑیاں تو گھوڑے اور گھوڑیوں کی چھوڑ کر آیا ہوں اور ایک ہزار اونٹ چھوڑے ہیں۔ اِن سب میں حضور کا حق میرے حق سے زیادہ ہے۔ حضرتؑ نے اُس سے فرمایا کہ اب تو تو اللہ اور اللہ کے رسُولؐ کا غلام ہو گیا (مطلب یہ ہے کہ ہم تجھ سے کچھ لینا نہیں چاہتے) حالانکہ تو اپنے نسب میں جیسا تھا ویسا ہی ہے۔ المختصر اُس کا اسلام بہت ہی اچھا ثابت ہوا۔ اور اُس نے قبیلۂ فہر کی ایک عورت سے شادی کر لی۔ جس کا مہر پچاس۵۰ دینار حضرت ابو ابراہیمؑ نے جنابِ امیر المؤمنین علیہ السّلام کے صدقات میں سے ادا فرما دیا۔ اور اُس کو خادم بھی دئے اور اُس کو مکان بھی دیا۔ وہ موضع عُریض ہی میں رہا جبتک کہ خود حضرتؑ ہی کو وہاں سے نہ نکالا گیا اور حضرتؑ کے وہاں سے نکلے جانے کے اٹھارہ۱۸ دن بعد انتقال کر گیا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ)

تفسیر قمی میں ہے کہ حمران نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے خدائے تعالےٰ کے اِس قول اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ کا مطلب دریافت کیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اِس سے مُراد شبِ قدر ہے جو ہر برس ماہِ مبارک رمضان کے عشرۂ آخر میں ہوتی ہے اور قرآنِ مجید شبِ قدر ہی میں نازل کیا گیا۔ پھر اُس نے عرض کی کہ یہ جو خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے فِیۡهَا یُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِیۡمٍ اِس کا کیا مطلب ہے؛ فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ شبِ قدر میں ہر چیز کا اندازہ کرلیا جاتا ہے جو اُس برس سے لیکے آیندہ سال تک ہونے والی ہے۔ خواہ وہ خیر ہو یا شر۔ عبادت ہو یا معصیت ولادت ہو یا وفات۔ اِسی طرح رزق وغیرہ۔ پس جن جن چیزوں کا اُس سال کے لئے اندازہ کیا گیا وہ ہو بھی گئیں۔ اُنہی کو حتمی سمجھو۔ اِس لئے کہ ہر اندازہ میں مشیئت یعنی اختیارِ خدا کا دخل برابر رہتا ہے (جتنا چاہے بدل دے۔ زیادہ کردے۔ کم کردے۔ جو مناسب سمجھے کرے اور جن وجوہ سے چاہے گھٹا بڑھا دے) حمران کہتے ہیں کہ یہ جو فرمایا ہے لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ۝ اِس میں کون سی چیز مُراد لی ہے؛ فرمایا نیک اعمال مُراد لئے ہیں۔ جو اُس شب میں کئے جائیں۔ نماز ہو زکوٰۃ ہو اور طرح طرح کی خیر و خیرات ہو اور مطلب یہ ہے کہ اُس رات میں جو عملِ نیک کیا جائے وہ ہزار مہینے کے عملِ نیک سے بھی بہتر ہے جن میں شبِ قدر واقع نہ ہو اور اگر خدائے تبارک و تعالےٰ مؤمنین کے لئے نہ بڑھاتا تو وہ اتنا ثواب کہاں سے پاتے لیکن خدائے تعالےٰ تو اُن کی خاطر سے اُن کی نیکیوں کو بہت ہی کچھ بڑھا دیگا۔

احتجاجِ طبرسی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السّلام کی ایک طویل حدیث منقول ہے جس میں اُن حضرتؑ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "خدائے تعالےٰ نے یہ چاہا کہ مخلوق پر اپنی قدرت کا اظہار کرے اور اپنا غلبہ اُن کو دکھلائے اور اپنی کھُلی حکمت کی دلیلیں اُن پر واضح کرے۔ پس اُس نے جو کچھ چاہا پیدا کیا اور جس طرح چاہا پیدا کیا۔ اور بعض اشیاء کا فعل اُن لوگوں کے ہاتھوں پر جاری کیا جن کو اپنا امین مقرر کرکے برگزیدہ کردیا تھا پس اُن کا فعل درحقیقت اُس کا فعل تھا اور اُن کا امر اُس کا امر تھا۔ اِسی سے تو اُس نے فرمایا مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ ج (دیکھو صفحہ ۱۴۳ سطر آخر) اور اپنی مخلوق میں سے جن جن کو بھی پیدا کرنا چاہا آسمان و زمین کو اُن کا گہوارہ بنایا تاکہ اُس کے علمِ سابق کے بموجب اِن دونوں کے رہنے والے دونوں گروہوں میں ایک خبیث ہوگا اور ایک نیک امتیاز ہو جائے اور اپنے دوستوں اور امینوں کے لئے یہ مثال قائم کردے۔ چنانچہ اپنی مخلوق کو اپنے اِن اولیاء کے مرتبے اور اُن کی فضیلت پہچنوا دی۔ اور اُن پر اِن کی اطاعت ایسی ہی واجب فرما دی جیسے کہ اپنی ذات کی۔ اور اُن پر اِس طرح حجت قائم کردی کہ اُن سے اِس طرح خطاب فرمایا جو اُس کی یکتائی اور توحید پر دلالت کرے۔ اور اپنے دوستوں کو اِس طرح ظاہر کیا

کہ اُن کے افعال و احکام خود اُس کے فعل و حکم کے قائمقام ہوں۔ اُنہی کی شان میں فرماتا ہے۔ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۙ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۵۱۶ سطر ۱) اور وہی ہیں جن کے لئے فرمایا اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ (دیکھو صفحہ ۸۷۰ سطر ۲) اور اُنہی کا اقتدار اپنی مخلوق کو اپنے اِس قول سے جتلایا عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (دیکھو صفحہ ۹۱۵ سطر آخر) اور وہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں خدا تعالےٰ مخلوق سے بازپرس فرمائیگا۔ {جیسا کہ فرماتا ہے ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ (دیکھو صفحہ ۹۶۰ سطر ۵)} یقیناً خدائے تبارک و تعالےٰ نے اپنے اُن بندوں پر بہت بڑا انعام کیا جنہوں نے اُس کے اولیاء کا اتباع کیا۔ سائل نے دریافت کیا کہ یہ اللہ کی حجتیں کونسی ہیں؟ فرمایا اوّل اِن میں سے جنابِ رسولِ خدا ہیں۔ پھر وہ برگزیدگانِ خدا جو اُن کے قائم مقام ہونے کے لائق تھے جن کو خدائے تعالےٰ نے اپنی ذات اور اپنے رسولؐ سے اِس طرح ملا دیا ہے کہ بندوں پر اُن کی اطاعت مثل اپنی ذات کی اطاعت کے فرض فرما دی ہے اور امرِ دین کے والی وہی ہیں جن کے بارے میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (دیکھو صفحہ ۱۳۸ سطر ۸) اور اُنہی کے بارے میں خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (دیکھو صفحہ ۱۴۴ سطر ۳) اِس پر سائل نے عرض کی کہ آخر وہ امر ہے کیا؟ فرمایا وہی ہے جسے فرشتے اُس رات میں لیکر نازل ہوتے ہیں جس کی یہ تعریف کی گئی ہے۔ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ مطلب یہ ہے کہ وہ امر پیدائش کے متعلق ہو تو رزق کے متعلق ہو تو۔ اجل کے متعلق ہو تو۔ عمل کے متعلق ہو تو۔ حیات کے متعلق ہو تو۔ ممات کے متعلق ہو تو۔ اور آسمان و زمین کی پوشیدہ باتوں کے متعلق ہو تو (سب ہی کچھ اُس رات میں طے پا جاتا اور مقدر کیا جاتا ہے) اب رہے معجزات اُن کا صدور رسولِ خدائے تعالےٰ اور اُس کے برگزیدہ بندوں کے جو اُس کے اور اُس کی مخلوق کے مابین سفیر کا کام دیتے ہیں اور کسی کے لئے زیبا نہیں ہے۔ وجہ اللہ وہی ہیں جن کے بارے میں فرماتا ہے فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ (دیکھو صفحہ ۲۰ سطر ۷) اور بقیۃ اللہ وہی ہیں {جن کے بارے میں فرماتا ہے بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۳۶۸ سطر ۲) اِس سے مراد جنابِ امام مہدی علیہ السّلام ہیں۔ جو اِس مہلت کے ختم کے قریب تشریف لائینگے اور تمام زمین کو عدل و انصاف سے اُسی طرح معمور فرمادینگے جیسی کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ اور اُن حضرت کی نشانیوں میں سے عام سرکشی کے وقت تو غائب ہو جانا اور چھپ جانا ہے اور انتقام لینے کے وقت نکل آنا اور ظاہر ہو جانا ہے۔ اور اگر یہ امر جس کی خبر میں نے

تم کو جتلاتی ہے۔ جنابِ رسولِ خدا ہی کے لئے مخصوص ہوتا اور اُن کے اوصیاء میں سے کسی کے لئے نہ ہوتا تو اُس صورت میں خطاب بھی فعل ماضی کے ساتھ ہوتا۔ مضارع نہ ہوتا جس سے دوام اور مستقبل پایا جائے۔ یعنی خدا یوں فرماتا۔ تَنَزَّلَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرِهٖ (یعنی آنحضرت پر کُل فرشتے اور رُوح فرشتہ یا کُل رُوحیں اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر کو لیکر نازل ہوئے) اور یوں ہوتا فِيْهَا فُرِقَ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ (اُس رات میں ہر حکمت والا کام مقرر کر دیا) یوں نہ فرماتا تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرِهٖ (دیکھو صفحہ ۹۵۶ سطر ۶) اور فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝

قولِ مترجم۔ ضرورت کے موافق حصۂ حدیث یہاں لکھا گیا ہے۔ اس کا بقیہ انشاء اللہ سورۂ قدر کی تفسیر میں بیان کیا جائے گا۔

تمام شد